نقشِ آغاز

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مارشل لاء حکومت نے ۱۰ر اکتوبر ۱۹۷۷ء کو ملک میں آزادانہ اور منصفانہ انتخابات کرانے کا قطعی فیصلہ کیا ہے انتخابات کیلئے کاغذات داخل کرانے اور جانچ پڑتال کا اہم مرحلہ بخیر و خوبی گذر گیا۔ موجودہ حکومت کے غیر جانبدارانہ انتظامات کیوجہ سے نہ تو کوئی امیدوار یا اسکا مجوز اور موید اغوا ہوا نہ کسی کو ڈرایا دھمکایا گیا نہ مٹوک کے حساب سے برسر اقتدار پارٹی کے ارکان بلا مقابلہ منتخب قرار دئے گئے بلکہ پوری آزادی اور جمہوری حقوق کیساتھ امن واماں کی فضا میں سارا کام مکمل ہوا ہم اس انتخابی مرحلہ کا مارچ کے انتخابات کے کاغذاتِ نامزدگی کے مرحلے سے جب موازنہ کرتے ہیں تو یہ کہے بغیر نہیں رہ سکتے کہ ہمارے ملک میں جبتک انسانی حقوق کے احترام، آزادیٔ رائے اور جمہوریت کی صحیح فضا قائم نہیں ہو جاتی اس وقت تک آزادانہ انتخابات کیلئے ضروری ہے کہ آئندہ کم از کم دس سال تک جب بھی انتخابات کا موقع آئے تو یہ کام عدلیہ اور فوج کی نگرانی میں انجام دینا چاہیئے یا پھر جو بھی برسر اقتدار حکومت ہو وہ انتخابات سے ۶ ماہ قبل مستعفی ہو اور سپریم کورٹ کی نگرانی میں انتخابات کرائے جائیں ان دونوں صورتوں میں کوئی بھی صورت آئین میں لازماً شامل کرانی چاہیئے کسی برسر اقتدار حکومت کے ہوتے ہوئے اس کی انتظامیہ سے ہرگز عدل و انصاف کے تقاضوں کو قائم رکھنے کی امید نہیں کی جا سکتی اس طرح ہر برسر اقتدار حکومت کو بھی جب دھاندلی کے امکانات نظر نہیں آئیں گے تو دورانِ حکومت اُسے اپنی اصلاح اور عوام کے آزادانہ محاسبہ کی فکر دامنگیر رہے گی۔

اصل مسئلہ اب اگلے انتخابات اور اس میں عوام کو صحیح فیصلہ کرنے کا ہے، ظاہر ہے کہ پچھلی حکومت کے خلاف جو عظیم الشان اور برصغیر کی مثالی تحریک چلی وہ بذاتِ خود مقصود نہیں بلکہ مقصد تک پہنچنے کا ایک ذریعہ تھا اور جب فیصلہ کرنے کا وقت آیا تو اسے قدرت کی طرف سے ابتلاء اور آزمائش کا ایک نازک ترین لمحہ سمجھنا چاہیئے ہو سکتا ہے کہ قدرت ہمیں مزید تجربوں کا اور فیصلوں کا موقعہ نہ دے قانونِ قدرت میں اتنی مہلت بار بار نہیں دی جاتی۔ قوم کا ہر فرد آئندہ انتخابات کو ایک ریفرنڈم اور ایک چیلنج سمجھے اور فیصلہ سے قبل سابقہ حکومت کے ظالمانہ اور شرمناک کردار اور قومی اتحاد کے عہد و پیمان اور عزائم دونوں کا موازنہ کرے تب صحیح نتیجہ برآمد ہو سکتا ہے۔

اگر ہمیں اس ملک میں انسانیت، شرافت و اخلاق، عدل و انصاف، انسانی حقوق کی بحالی اور مال و جان، عزت و عصمت کی حفاظت عزیز ہے۔ اور سب سے بڑھ کر نظریۂ قیامِ پاکستان لا الہ الا اللہ محمد الرسول اللہ اور اسلام کے نظامِ عدل و انصاف کا نفاذ و اجراء ملحوظ ہے جو ظاہر ہے کہ کسی بھی مسلمان کیلئے ایمان کی لازمی شرط ہے۔ تو اس نازک موقع کو اپنے ذاتی مفادات، گروہی تعصبات اور کسی بھی مادی رشتوں، بندھنوں اور جتھہ بندیوں سے اور خواہشات کی پیروی سے گنوانا نہیں چاہیئے۔ اگر کوئی ایسا نہیں کرے گا تو وہ ملک و ملت کا دشمن اور اس ملک میں ہمیشہ ہمیشہ کیلئے اسلامی اقدار اور نظامِ شریعت کا راستہ روکنے کا سبب بنتا ہے۔ اور اس طرح وہ پاکستان کے سات کروڑ باشندوں کو مستقبل میں ایک ہولناک تباہی کی طرف دھکیل کر خدا اور رسول کا دشمن بھی بنتا ہے۔

قومی اتحاد نے مستقبل میں برسرِ اقتدار آنے کی صورت میں جن پاکیزہ اور مقدس مواعید، منصوبوں اور ارادوں اسلامی نظام کے نفاذ، اخلاقی اور معاشرتی قدروں کے فروغ، معاشرہ کی تطہیر، عدل و انصاف کی ترویج، معاشی خوشحالی اقتصادی استحکام وغیرہ کا اعلان کیا ہے۔ ظاہر ہے کہ پلک جھپکنے میں یہ کام کسی بھی حکومت کے بس کا نہیں بالخصوص جبکہ جانے والی حکومت نے ہر شعبۂ حیات کو تہس نہس کرکے رکھدیا ہو اور آوے کا آوہ بگڑا ہو۔ غیروں کے تمدن و تہذیب اور اسکی خرابیوں نے دو صدیوں تک اپنی جڑیں راسخ کر دی ہوں۔ اور ایسے نازک حالات میں عنان حکومت سنبھالنا بلاشبہ قومی اتحاد کے لئے بھی ایک نہایت نازک ترین ابتلاء اور آزمائش ———

تاہم جو بھی کچھ دینی، اخلاقی، معاشرتی اور معاشی میدانوں میں قومی اتحاد کے ہاتھوں انجام پاسکے تو اسے بھی خداوند کریم کے عظیم الشان فضل و کرم کا نتیجہ سمجھنا چاہئے۔ اگر خدانخواستہ قومی اتحاد یہ کچھ بھی نہ کر سکا تو پھر بھی قومی اتحاد کی حکومت ان سیاہ کارناموں کو دہرانے کی جرأت تو ہرگز نہ کر سکے گی جو پیپلز پارٹی کی حکومت کے شرمناک، سفاکانہ، ظالمانہ غاصبانہ اور فسق و فجور سے بھرپور سیاہ اعمال ناموں کی شکل میں آئے دن اخبارات اور رسائل میں عوام کے سامنے آرہے ہیں۔ جو حقائق اور واقعات کھل کر سامنے آرہے ہیں۔ گویا یوم تبلی السرائر۔ کا سماں ہے اور وہ بھیانک تصویریں اور مناظر سامنے آگئے ہیں کہ انسانیت اور شرافت ان لوگوں کے ہاتھوں سر پیٹ کر رہ گئی ہے۔ ظلم و ستم، بد دیانتی، لوٹ کھسوٹ فسق و فجور، خودغرضی اور ملک و ملت دشمنی، دین سے تمسخر اور تلاعب کی وہ کونسی بات ہے جسکی بے مثال مثالیں بھٹو حکومت کے بدکردار دور کی رپورٹوں سے آپ کو نہیں مل رہی ہیں۔ اب بھی کسی کی آنکھ نہ کھلے تو مسخ باطن کیلئے وہ کونسی دلیل چاہیے گا۔ مکافاتِ عمل کا عمل شروع ہوچکا ہے۔ محاسبۂ آخرت سے قبل بھی قانونِ قدرت دنیا میں احتساب کرتا ہے۔ مگر موجودہ برسرِ اقتدار حکومت کا بھی دینی اخلاقی اور سیاسی فریضہ ہے کہ ان قومی مجرموں کا معاملہ التواء و تعویق میں ڈالے بغیر انہیں قرار واقعی سزا دے اگر حکومت چوروں کے ہاتھ کاٹنے کی اسلامی حد اور تعزیر نافذ کرنا چاہتی ہے تو اس حد کے اوّلین سزاوار پچھلے دور کے وزیراعظم اور ان کے وزراء اور اعوان و انصار ہیں جن کے نہایت مکروہ سیاہ اور لمبے لمبے ہاتھوں نے پورے ملک کی تقدیر پہ ڈاکہ ڈالا، کروڑوں مسلمانوں کو نان جویں کا محتاج بناکر دونوں ہاتھوں سے ملک کے وسائل کو لوٹا، چوری اور ڈکیتی کی ایسی شرمناک اور بھیانک مثالیں تاریخ میں کم ہی ملیں گی، جو ان لوگوں کے بارہ میں جمع شدہ مستند رپورٹوں کی شکل میں مارشل لاء کے سامنے ہیں ——— بہرحال یہ سب چیزیں سامنے رکھ کر اور ان لاکھوں مسلمانوں کی قربانیوں کو بھی جن میں سینکڑوں نے جامِ شہادت نوش کیا، لاکھوں قید و بند سے گزرے ہزاروں زخمی اور اپاہج ہوئے، نگاہ میں رکھتے ہوئے قوم کے ہر فرد کو اسلامی بصیرت اور ایمانی ذمہ داریوں کے ساتھ اگلے الیکشن میں فیصلہ کرنا چاہئے۔ اس لئے کہ یہ فیصلہ کسی ایک فرد کے نفع یا نقصان کا نہیں پوری قوم، پورے پاکستان کی تقدیر کا اور مستقبل کی تباہی یا خوشحالی کا فیصلہ ہوگا۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو صحیح قوتِ فیصلہ اور بصیرت سے نوازے۔ آمین

واللہ یقول الحق وھو یھدی السبیل۔

سمیع الحق